مفتی تقی عثمانی صاحب کا تصورِ اسلام: پہلے کچھ اب کچھ اور...... آخر کیوں؟

۱۹۷۰: سادگی کی تلقین، ٹی وی پر پابندی کی تجویز، فریج ایئر کنڈیشنر چھوڑ دو

۲۰۰۸: عیش وعشرت کی زندگی: ٹی وی اسٹیشن قائم کرو: فریج ایئر کنڈیشنر استعمال کریں

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کی معرکہ آراء کتاب ''ہمارا معاشی نظام'' حضرت والا کے قلم سے ۱۹۸۰ء میں عام پر آئی اس کتاب میں حضرت والا نے دین اسلام کی سچی تصویر اپنے قلم سے اور اپنے والد ماجد وعلمائے دین کے قلم سے موثر انداز میں تحریر فرمائی لیکن ۲۰۰۸ء میں حضرت والا نے اپنے ان ارشادات کو یکسر فراموش کردیا کیا دین بدل گیا ہے یا دین کی تعلیمات کا ارتقاء ہوگیا ہے۔ حضرت کے قلم کے جواہر ریزے پڑھیے۔

سادہ معاشرت کا رواج: معاش کے سلسلے میں عوام کی پریشانیوں کا تیسرا اہم سبب وہ مغربی معاشرت ہے جو ہم نے خواہ مخواہ اپنے اوپر مسلط کر رکھی ہے۔ اسلام ہمیں سادہ طرزِ زندگی اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اگر ہمارے ملک پر آسمان سے ہن برسنے لگے تب بھی ہمیں تکلف اور تعیش کی زندگی سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے اگر اسلامی نظام قائم ہو تو ہمیں اپنی معاشرت میں مندرجہ ذیل اصلاحات کرنی ہوں گی: [۱] رہن سہن کے پرتکلف، عیش پرستانہ اور مہنگے طریقے یکسر چھوڑ دینے ہوں گے جو ہم نے مغرب سے درآمد کئے ہیں اور جن کی وجہ سے عوام اقتصادی بدحالی کا شکار ہیں، اس وقت ہماری کیفیت یہ ہے کہ ہم اپنے لباس اپنی وضع قطع، اپنے طرز رہائش، اپنی تقریباًت غرض معاشرت کے ہر شعبے میں مغرب کی اندھی تقلید کررہے ہیں۔ اور اس احمقانہ تقلید کو تہذیب کی علامت سمجھے ہوئے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ موجودہ معاشرے میں ایک شخص اس وقت تک مہذب نہیں کہلا سکتا جب تک وہ دو ڈھائی سو روپے کا اپٹوڈیٹ سوٹ نہ پہنے ہوئے ہو، اس کے پاس جدید ترین آسائیشوں والا بنگلہ نہ ہو، اس کے ڈرائنگ روم میں قیمتی فرنیچر نہ ہو اور اس کے گھر میں ریفریجریٹر اور ٹیلی ویژن نہ لگا ہوا ہو۔ [البلاغ مئی ۲۰۰۸ء میں ۵ کروڑ روپے مالیت کے بنگلے کی تصویر اور لوگوں کو قرض لے کر ایسا عظیم الشان بنگلہ تعمیر کرنے کی دعوت دینے کا رویہ حضرت تقی عثمانی کی سابقہ تحریر کے برخلاف ھے اور حضرت والا کی ماھیت قلب کے بارے میں بتارھا ھے .ساحل] ظاہر ہے کہ جب یہ چیزیں تہذیب کی شرط لازم قرار پائی گئی ہیں تو لوگوں کا شب وروزان کے حصول میں کوشاں رہنا قدرتی امر ہے۔ چنانچہ اس معاملہ میں ہر شخص دوسرے سے آگے نکل جانے کی فکر میں ہے، اور اس غرض کے لئے جب محدود آمدنی کافی نہیں ہوتی تو رشوت، چور بازاری، اسمگلنگ اور دوسرے ناجائز طریقوں سے کام لیتا ہے۔ اس صورت حال کو بدلنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے حکام، وزراء، سیاسی رہنما اور سماجی کارکن سادہ طرزِ معیشت اختیار کرنے کی ملک گیر تحریک چلائیں، اور اس کی ابتداء اپنے آپ سے کریں اس لئے کہ جب تک ہمارے اعلیٰ

حکام، دولت مند افراد اور سیاسی رہنما اپنے لباس، اپنی نشست و برخاست، اپنی تقریبات اپنے طرز رہائش اور اپنی عام زندگی میں سادگی کو نہیں اپنائیں گے، [اگر دین کو سادگی مطلوب ھے تو البلاغ میں پانچ کروڑ روپے کے بنگلے کا اشتھار کس کے لئے شائع کیا جارھاھے یہ کون سی سادگی ھے کون سا دین ھے کون سا تصوف ھے سادگی کا مطالبہ صرف حکام اور دولت مندوں سے کیوں ھے؟ علمائے کرام سے کیوں نھیں اور خود دارالعلوم کے ان علماء سے کیوں نھیں جو کروڑوں روپے سالانہ اسلامی بنکاری کی مشاورت کے معاوضہ میں وصول کررھے ھیں پر تعیش زندگی، عالیشان بنگلے ائیر کنڈیشنزر کی معاشرت معاشی بد حالی کا سبب ھے تو میزان ینک اس پر تعیش طرز زندگی کو عام کیو ں کررھاھے اس مرض کو پھیلانے کے لئے قرضے کیوں دے رھاھے اس دین دشمن معاشرت کو اسلامی کیسے ثابت کر رھا ھے اور اس کے لئے تقی عثمانی صاحب بھاری معاوضہ لے کر فتوے کیوں دے رھے ھیں.ساحل]عوام تکلفات کی اس مصنوعی زندگی سے نجات نہیں پاسکیں گے جو ان کی معاشی بدحالی کا بڑا سبب ہے۔ اور جس کا نتیجہ پاکستان جیسے غریب ملک کے لئے معاشی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔[ہمارا معاشی نظام، محمد تقی عثمانی، ص۳۳، ۳۴، مکتبہ دارالعلوم سن ۱۴۱۵ ہجری]

[۲] سامان تعیش کی درآمد بالکل بند کردی جائے اور تمام اشیائے صرف میں ملک کی اپنی پیداوار کو فروغ دیا جائے۔[میزان بینک باھر سے آنے والی گاڑیوں پر قرض کیوں دے رھا ھے.ساحل]

ٹی وی اور فلم کی صنعت بند کردی جائے: تقی عثمانی:

[۵] بعض صنعتیں اور کاروبار ایسے ہیں کہ وہ ہمارے معاشرے پر بری طرح چھائے ہوئے ہیں۔ اور آج ان کو بند کرنے کا تصور بڑا نامانوس معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے لوگ ان کی برائی کو جاننے بوجھنے کے باوجود انہیں بند کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے جھجکنے لگے ہیں، لیکن اگر اپنے مسائل کو حقیقت پسندی کے ساتھ حل کرنا ہے تو ہمیں اس جھجک کو ختم کر کے کچھ جرأت مندانہ اقدامات کرنے ہوں گے، خواہ وہ کتنے ہی نامانوس اور اجنبی کیوں نہ معلوم ہوں۔ مثلاً فلم انڈسٹری اور ٹیلی ویژن ایسے ادارے ہیں جنہوں نے قوم کو اخلاقی تباہی کی آخری حد تک پہنچا دیا ہے، جو شخص بھی حقیقت پسندی کے ساتھ حالات کا جائزہ لے گا وہ اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ اس صنعت نے قوم کو نقصان ہی نقصان پہنچایا ہے۔ جس قوم کی نوے فیصد آبادی فقر و افلاس کا شکار، تعلیم و تربیت سے محروم اور فن و ٹیکنیک میں پسماندہ ہو، اس کے لئے آخر کیسے جائز ہے کہ وہ اپنا کروڑوں روپیہ سالانہ ان کھیل تماشوں پر صرف کردے جو صحت، اخلاق اور ذہنی پاکیزگی کے لئے سم قاتل ثابت ہورہے ہیں، جو مالی اور انسانی وسائل اس وقت اس قسم کی چیزوں پر لگے ہوئے ہیں انہیں موجودہ حالت پر برقرار رکھنا ''گھر پھونک تماشا دیکھنے'' کے مترادف ہے۔ اگر انہیں کسی ایسی صنعت پر لگایا جائے جو قوم کے لئے بنیادی اہمیت رکھتی ہو تو ہمیں معاشی ترقی میں بڑی مدد مل سکتی ہے، اسلام صحت مند تفریح کو بہ نظر استحسان دیکھتا ہے، لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ تفریح کے لئے وہی راستہ اختیار کیا جائے جس کا حاصل صحت، اخلاق اور پیسہ کی بربادی کے سوا کچھ نہ ہو۔ ایسی مفید اور صحت مند تفریح کو فروغ کیوں نہ دیا جائے جو ہمارے لئے مفید ہوں، یا کم از کم مضر نہ ہوں؟[ص ۳۵ ہمارا معاشی نظام محولہ بالا][یہ موقف حضرت والا نے مفتی محمد شفیع صاحب نے اور جید علمائے اختیار کیا تھا لیکن اب حضرت والا ٹی وی اسٹیشن قائم کرنے کی منصوبہ بندی کررھے ھیں اور عوام سے مالی تعاون کے طلب گار ھیں اس تضاد کی کیا توجیھہ ھے.ساحل]

حکومت کی توجہ کے لئے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ عوام کو سادہ زندگی اور بچت کی تلقین اس وقت تک محض ایک لفظی وعظ کی طرح بے اثر رہے گی جب تک حکومت اپنی معاشی پالیسیوں اور اپنے طرز عمل کے ذریعہ اس کے لئے مناسب فضا پیدا نہ کرے۔ آج حال یہ ہے کہ عوام جب اونچے درجے کے سرکاری افسروں اور وزراء کے انداز زندگی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو دور دور سادگی کی کوئی

پر چھائیں نظر نہیں آتی، دوسری طرف سامان تعیش کے سلسلے میں حکومت کی فراخ دلانہ پالیسیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ معاشرے میں تعیّشات کے حصول کی دوڑ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ملک کی مجموعی فضا ایسی بن گئی ہے کہ جب تک کسی شخص کے گھر میں ٹی ویژن، وی سی آر، ریفریجریٹر، ائیر کنڈیشنز اور اس جیسی اشیاء نہ ہوں اس وقت تک وہ اپنے آپ کو پسماندہ اور محروم سمجھتا ہے، اور یہ احساس محرومی اسے ہر جائز و ناجائز طریقے سے پیسہ حاصل کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ ملک کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہے جو اپنی روزمرہ کی ضروریات ہی بمشکل پوری کر پاتے ہیں اور اگر کچھ بچت کر بھی سکتے ہیں تو وہ سامان تعیش کی اس دوڑ کی نذر ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں بچت میں اضافہ ہو تو کس طرح ہو؟ [ص ۱۳۷ ہمارا معاشی نظام، محمد تقی عثمانی، محولہ بالا] [**حضرت والا ٹی وی، فریج ایر کنڈیشنڈ کو تعیشات قرار دے رہے ہیں اور اب فرماتے ہیں کہ یہ ضروریات ہیں اور ٹھیک. ساحل**]

دوسرا اہم مسئلہ جس کی طرف ہمیں اس وقت خاص طور پر توجہ دلانی ہے، یہ ہے کہ آپ کا یہ ارشاد تو بجا ہے کہ سادہ زندگی اختیار کرنا ہمارا اسلامی فریضہ ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ ملک کی اقتصادی ترقی کے لئے کوشش کرنا حب الوطنی کا تقاضا ہے لیکن کیا یہ حکومت کا ''اسلامی فریضہ'' نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو قومی سرمایہ کاری کے لیے ایسے راستے فراہم کرے جن کے ذریعے وہ سود کی لعنت میں مبتلا ہوئے بغیر اپنی بچت کو ملکی ترقی کے کاموں میں لگا سکیں؟ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ''اسلامی فریضہ'' پر عمل کرتے ہوئے سادہ زندگی اختیار کرتا ہے اور اپنی بچت کو قومی سرمایہ کاری کی اسکیموں میں لگانا چاہتا ہے تو اس کے لئے اس کے سوا کیا راستہ ہے کہ وہ حکومت کی جاری کی ہوئی سودی اسکیموں میں حصہ لے اور سود کی لعنت میں ملوث ہو؟ [ص ۱۳۷ ہمارا معاشی نظام تقی عثمانی]

[تقی عثمانی صاحب کی بناء استدلال یہ ھے کہ سادہ زندگی کے نتیجے میں لوگوں کی آمدنی سے جو بچت ہوگی اس کو ملکی ترقی کے کاموں میں لگانے کے لئے حکومت بچت کی غیر سودی اسکیمیں تیار کرے تاکہ لوگ محفوظ بچتوں کی سرمایہ کاری کر کے مزید سرمایہ حاصل کرسکیں اور اس کے نتیجے میں ملکی ترقی بھی ہوسکے سوال یہ ھے کہ بچت راہ خدا میں صرف کرنے کے بجائے قوم پرستی پر کیوں صرف کی جائے اور مال سے صرف مال کیوں بنایا جائے حرص و حسد و ہوس کی عمومیت ھی تو سرمایہ داری ھے اور مغربی سرمایہ دارانہ نظام یا سوشلزم یا کمیونزم انھی اصولوں پر چل رہے ھیں تو پھر اسلام کی کیا ضرورت ھے. جسٹس تقی عثمانی صاحب ۱۹۸۵ء میں سادہ طرزِ زندگی کو عین اسلامی طرز زندگی سمجھتے تھے اور پر تعیش معیارزندگی ٹی وی، فریج، ایئر کنڈیشنڈ کے استعمال کو غیر اسلامی سمجھتے تھے لیکن اب ان کا رسالہ البلاغ پر تعیش زندگی کے فروغ پر مبنی اشتہارات شائع کررھاھے جس میں لوگوں کو گھروں کی تعمیر تزئین آرائیش کے لئے پانچ کروڑ کا قرضہ دیا جارھا ھے جو امت پانچ کروڑ کے قرض پر گھر بنائے گی وہ کبھی غرباء کی خدمت کرسکتی ھے اس لئے خود کشی عام ہوگئی ھے چوری، ڈکیتی معمول زندگی ھے البلاغ عیاشی کو اسلامی طرزِ زندگی کے طور پر پیش کرے گا تو جرائم لازماً پیدا ہوں گے البلاغ میں پر تعیش زندگی کے اشتہارات ، رسول اللہ کی سنت کا مذاق ،دین کا تمسخر، اسلام کی زاھدانہ تعلیمات کا انکار اور کتاب الرقاق کی صریحاً توھین ھیں ذیل میں اسلامی طرزِ زندگی و طرز معاشرت احادیث کی روشنی میں ملاحظہ کیجیے واضح رہے کہ حضرت والا تقی عثمانی صاحب نے بخاری و ترمذی کی شرح بھی لکھی ھے وہ ان حدیثوں کا انکار نہیں کرسکتے .یہ مستند اور کامل احادیث ھیں جن پر کوئی اختلاف نہیں ھے]۔

زاہد اللہ کے خاص بندے: زُہد کے لغوی معنی کسی چیز سے بے رغبت ہو جانے کے ہیں، اور دین کی خاص اصطلاح میں

آخرت کے لیے دنیا کے لذائذ ومرغوبات کی طرف سے بے رغبت ہوجانے اور عیش وتنعم کی زندگی ترک کردینے کو زُہد کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی اور اپنے ارشادات میں بھی اُمت کو زہد کی بڑی ترغیب دی ہے۔

اللہ کس بندے سے محبت کرتا ہے: دنیا سے پرہیز: قتادہ بن نعمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو دنیا سے اس کو اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے پرہیز کراتا ہے، [جب کہ اس کو پانی سے نقصان پہنچتا ہو] [مسند احمد جامع ترزی]

عیش وعشرت ترک کردو: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے حیا کرنی چاہیے۔ مخاطبین نے عرض کیا: الحمدللہ! ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں [یعنی حیا کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ تم سمجھ رہے ہو] بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار وخیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو [یعنی برے خیالات سے دماغ کی، اور حرام وناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو] اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہونی ہے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے وہ دنیا کی آرائش وعشرت سے دستبردار ہوجائے گا اور اس چندروزہ زندگی کے عیش کے مقابلہ میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لیے پسند اور اختیار کرے گا، پس جس نے یہ سب کیا، سمجھو کہ اللہ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔ [جامع ترمذی]

زہد اختیار کرو، اللہ کے، اور بندوں کے، محبوب بن جاؤ گے: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جب میں اُس کو کروں، تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے، اور اللہ کے بندے بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ: ''دنیا کی طرف سے اعراض اور بے رُخی اختیار کرلو، تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا، اور جو (مال وجاہ) لوگوں کے پاس ہے اُس سے اعراض اور بے رُخی اختیار کرلو، تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے''۔ [ترمذی و ابن ماجہ]

زاہدوں کی صحبت میں رہا کرو: حضرت ابوہریرہ اور ابوخلادؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی بندے کو اس حال میں دیکھو کہ اُس کو زُہد، یعنی دنیا کی طرف سے بے رغبتی وبے رُخی اور کم سخنی (یعنی لغو اور فضول باتوں سے زبان کو محفوظ رکھنے کی صفت) اللہ نے نصیب فرمائی ہے، تو اُس کے پاس اور اُس کی صحبت میں رہا کرو، کیوں کہ جس بندے کا یہ حال ہوتا ہے اُس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمت کا القا ہوتا ہے۔ [شعب الایمان للبیہقی]

اللہ تعالیٰ کی طرف سے زاہد بندوں کو نقد صلہ: حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بھی زُہد اختیار کرے (یعنی دنیا کی رغبت وچاہت اپنے دل سے نکال دے اور اس کی خوش عیشی وخوش باشی کی طرف سے بے رغبتی اور بے رخی اختیار کرلے) تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے دل میں حکمت کو اُگائے گا اور اس کی زبان پر بھی حکمت کو جاری کرے گا، اور دنیا کے عیُوب اور اس کی بیماریاں اور پھر اس کا علاج معالجہ بھی اس کو آنکھوں سے دکھا دے گا، اور دنیا سے اس کو سلامتی کے ساتھ نکال کر جنت میں پہنچا دے گا۔ [شعب الایمان للبیہقی] عربی میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اَنۡبَتَ اللّٰہُ الۡحِکۡمَۃَ فِیۡ قَلۡبِہٖ اللہ اُس کے دل میں حکمت اُگاتا ہے۔

خاصانِ خدا عیش وتنعم کی زندگی نہیں گذارتے: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن کی طرف روانہ کیا، تو نصیحت فرمائی کہ: ''معاذ! آرام طلبی اور خوش عیشی سے بچتے رہنا، اللہ کے خاص بندے آرام طلب اور خوش عیش نہیں ہوا کرتے''۔ [مسند احمد] حدیث کے مغز کے الفاظ یہ ہیں عِبادالله لَیسُوۡ ابالُمتنَعِیمینِ

جب کسی بندہ کو شرح صدر کی دولت نصیب ہوتی ہے تو اُس کی زندگی میں دنیا سے بے رغبتی، اور آخرت کی فکر نمایاں

ہوجاتی ہے: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ’’فمن یرد اللہ ان یھدہ یشرح صدرہ للاسلام ‘‘جس کا مطلب یہ ہے کہ [جس کے لیے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اس کو اپنی راہ پر لگائے اور اپنی رضا اور اپنا قُرب نصیب فرمائے، تو اُس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کردیتا ہے یعنی عبدیت اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والی زندگی کے لیے اس کا دل کھول دیا جاتا ہے]۔ یہ آیت تلاوت فرمانے کے بعد اس کی تفصیل اور تشریح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: ’’جب سینے میں نور آتا ہے تو سینہ اس کی وجہ سے کُھل جاتا ہے‘‘۔ کسی صحابی نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ! کیا اس حالت کی کوئی علامت بھی ہے جس سے اس کو پہچانا جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ: ’’ہاں! دنیا جو دھوکے فریب کی جگہ ہے اس سے طبیعت کا ہٹ جانا اور اُچاٹ ہوجانا [یعنی زندگی میں زہد کی صفت آجانا] اور آخرت جو ہمیشہ قیام کی جگہ ہے، طبیعت کا اُس کی طرف رجوع ہوجانا، اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری میں لگ جانا [یعنی توبہ واستغفار اور معاصی سے اجتناب، اور عبادت کی کثرت کے ذریعہ موت کی تیاری کرنا]‘‘۔ [رواہ البیہقی فی شعب الایمان]

اِس اُمّت کے صلاح کی بنیاد یقین اور زہد ہے: روایت ہے عمرو بن شعیب سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد شعیب سے، اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’اِس امّت کی پہلی نیکی اور بہتری یقین اور زُہد ہے اور اس کی پہلی خرابی بخل اور دنیا میں زیادہ رہنے کی آرزو ہے۔ [شعبُ الایمان للبیہقی]

اپنے اور اپنے خاص متعلقین کے لیے رسول اللہ ﷺ کی فقر پسندی: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ: ’’اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔ [رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان، رواہ ابن ماجہ عن ابی سعید]

محمدؐ کے گھر والوں کی روزی کتنی ہو؟ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ ’’اے اللہ محمدؐ کے متعلقین کی روزی بس بقدر کفاف ہو۔ (بخاری ومسلم)

حضورؐ کی زندگی میں آپ کے گھر والوں نے کبھی دو دن جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے جَو کی روٹی سے بھی دو دن متواتر پیٹ نہیں بھرا، یہاں تک کہ حضورؐ اس دنیا سے اُٹھا لیے گئے۔ [بخاری ومسلم]

ابو ہریرہؓ نے عمدہ کھانے سے انکار کردیا: سعید مقبری حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کا گذر کچھ لوگوں پر ہوا (جو کھانے پر بیٹھے تھے) اور اُن کے سامنے بھُنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی، اُن لوگوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی کھانے میں شریک ہونے کی استدعا کی تو آپ نے انکار کردیا اور بطور معذرت کہا کہ (میرے لیے اس کھانے میں کیا مزہ ہے جبکہ مجھے معلوم ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ جَو کی روٹی سے بھی آپ نے پیٹ نہیں بھرا۔ [بخاری]

رسولؐ اللہ نے دنیا میں جو تکلیفیں اُٹھائیں وہ کسی نے بھی نہیں اُٹھائیں: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ کے راستہ میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا، اور اللہ کے راستہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا، اور ایک دفعہ تیس دن رات مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کے لیے کھانے کی کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے بجز اس کے جو بلال نے اپنی بغل میں دبا رکھا تھا‘‘۔ [جامع ترمذی]

دو دو مہینے تک حضورؐ کا چولھا ٹھنڈا رہتا تھا: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے عروہ سے فرمایا: میرے بھانجے! ہم (اہلبیت نبوت اس طرح گذارہ کرتے تھے کہ) کبھی کبھی لگاتار تین تین چاند دیکھ لیتے تھے [یعنی کامل دو مہینے گزر جاتے تھے] اور حضورؐ کے گھروں میں چولھا گرم نہ ہوتا تھا [عروہ کہتے ہیں] میں نے عرض کیا کہ پھر آپ لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھتی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے جواب

دیا: ’’بس کھجور کے دانے اور پانی [ان ہی پر ہم جیتے تھے]‘‘۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض انصاری پڑوسی تھے، ان کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے وہ آپ کے لیے دودھ بطور ہدیہ کے بھیجا کرتے تھے اور اُس میں سے آپ ہم کو بھی دے دیتے تھے۔ [بخاری ومسلم]

آپؐ کے اور آپؐ کے گھر والوں کے مسلسل فاقے: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی راتیں پے بہ پے اس حالت میں گذرتی تھیں کہ آپؐ اور آپؐ کے گھر والے خالی پیٹ فاقے سے رہتے تھے، کیوں کہ رات کا کھانا نہیں پاتے تھے [اور جب کھاتے] تو اُن کا رات کا کھانا عام طور سے بس جَو کی روٹی ہوتی تھی۔ [ترمذی]

خوش حالی کے لیے دُعا کی درخواست پر حضرت عمرؓ کو آپؐ کا جواب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے کھجور کے پٹھوں سے بُنی ہوئی ایک چٹائی پر آپ لیٹے ہوئے ہیں، اور اُس کے اور آپؐ کے جسم مبارک کے درمیان کوئی بستر نہیں ہے۔ اور چٹائی کی بناوٹ نے آپؐ کے پہلوئے مبارک پر گہرے نشانات ڈال دیے ہیں، اور سرہانے چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال کوٹ کے بھری ہوئی ہے، یہ حالت دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ: حضورؐ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ آپ کی امت کو فراخی اور خوش حالی عطا فرمائے، رومؔ اور فارسؔ والوں کو بھی اللہ نے فراخی دی ہے، حالاں کہ وہ تو خدا پرست بھی نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ’’اے ابن خطاب! کیا تم بھی اس حال میں اور اس خیال میں ہو؟ یہ سب تو وہ لوگ ہیں [جو اپنی خدا فراموشی اور کافرانہ زندگی کی وجہ سے آخرت کی نعمتوں سے محروم و بے نصیب کیے گئے ہیں اور اس لیے] ان کی وہ لذتیں (جو اللہ ان کو دینا چاہتا تھا) اسی دنیا میں ان کو دے دی گئی ہیں۔ اور ایک روایت میں حضورؐ کا جواب اس طرح ذِکر کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اے عمرؓ! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ اُن کے لیے دنیا کا عیش ہو اور ہمارے لیے آخرت کا عیش۔ مَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَهُمُ الدُّنْیَا وَلَنَا الاٰ خِرَۃ [بخاری ومسلم]

میں اس دنیا میں اُس مسافر کی طرح ہوں جو سایہ کے لیے کسی درخت کے نیچے بیٹھ گیا ہو: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) کھجور کی چٹائی پر سوئے، پھر جب سو کے آپ اُٹھے، تو جسم مبارک میں اُس چٹائی کی بناوٹ کے نشانات پڑے ہوئے تھے (اس حالت کو دیکھ کر اور اس سے متاثر ہوکر) اس خادم ابن مسعود نے عرض کیا کہ اگر حضور فرما دیں تو ہم حضرت کے لیے بستر کا انتظام کریں اور کچھ بنائیں [یعنی آپ سے اس کی اجازت چاہی] ارشاد فرمایا: ’’مجھے دنیا سے [یعنی دنیا کے ساز و سامان اور اس کی راحتوں اور لذتوں سے] کیا تعلق، اور کیا لینا! میرا تعلق دنیا کے ساتھ بس ایسا ہے جیسا کہ کوئی سوار مسافر کچھ دیر سایہ لینے کے لیے کسی درخت کے نیچے ٹھہرا اور پھر اُس کو اپنی جگہ چھوڑ کے منزل کی طرف چل دیا۔ [مسند احمد ترمذی، ابن ماجہ]

ترک مالا یعنی: ترجمہ: حضرت علی بن الحسین زین العابدینؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’آدمی کی اسلامیت کے حُسن وکمال میں سے یہ بھی ہے کہ جو بات اُس کے لیے ضروری اور مفید نہ ہو اُس کو چھوڑ دے۔ [البیھقی] حدیث کے عربی الفاظ میں حُسْنِ اِسْلَامَ الْمَرْءِ تَرْکُه‘ مَالَا یَعْنِیْهِ

دولت کی افراط کا خطرہ اور رسول اللہ ﷺ کی آگاہی: عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’میں تم پر فقر و ناداری آنے سے نہیں ڈرتا، لیکن مجھے تمہارے بارہ میں یہ ڈر ضرور ہے، کہ دنیا تم پر زیادہ وسیع کر دی جائے، جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع کی گئی تھی، پھر تم اس کو بہت زیادہ چاہنے لگو، جیسے کہ انھوں نے اس کو بہت زیادہ چاہا تھا [اور اسی کے دیوانے اور متوالے ہو گئے تھے] اور پھر وہ تم کو برباد کر دے، جیسے کہ اُس نے اُن اگلوں کو برباد کیا‘‘۔ [صحیح بخاری وصحیح مسلم]

اِس اُمّت کا خاص فتنہ دولت ہے: کعب بن عیاض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرماتے تھے، ’’کہ ہر امت کے لیے کوئی خاص آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی خاص آزمائش مال ہے‘‘۔ [ترمذی] عربی الفاظ ہیں لکل

اُمةٍ فتنةً وفتَنةُ اُمتِی المال

حبِّ مال اور حبِّ جاہ دین کے لئے قاتل ہیں: کعب بن عیاض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے گئے ہوں اُن بکریوں کو اس سے زیادہ تباہ نہیں کر سکتے۔ جتنا تباہ آدمی کے دین کو مال کی اور عزت وجاہ کی حرص کرتی ہے۔[جامع ترمذی، مسند دارمی]

مال کی اور دنیا کی محبت بڑھاپے میں بھی جوان رہتی ہے: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے (اور بڑھاپے کے اثر سے اس کی ساری قوتیں مضمحل ہو کر کمزور پڑ جاتا ہیں] مگر اس کے نفس کی دو خصلتیں اور زیادہ جوان اور طاقت ور ہوتی رہتی ہیں۔ ایک دولت کی حرص اور دوسری زیادتی عمر کی حرص''۔[بخاری ومسلم]

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے ایک تو دنیا کی محبت، اور دوسری لمبی لمبی تمنائیں۔

دولت میں اضافے کی حرص کسی حد پر ختم نہیں ہوتی: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر آدمی کے پاس مال کے بھرے ہوئے دو میدان اور دو جنگل ہوں تو وہ تیسرا اور چاہے گا اور آدمی کا پیٹ تو بس مٹی سے بھرے گا[یعنی مال و دولت کی اس ختم نہ ہونے والی ہوس اور بھوک کا خاتمہ بس قبر میں جا کر ہوگا] اور اللہ اس بندے پر عنایت اور مہربانی کرتا ہے جو اپنا رُخ اور اپنی توجہ اس کی طرف کرلے''۔[صحیح بخاری وصحیح مسلم]

طالبِ آخرت کا قلب مطمئن رہتا ہے، اور طالبِ دنیا کا دل پراگندہ اور غیر مطمئن: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جس شخص کی نیت اور اس کا مقصد اصلی اپنی سعی وعمل سے آخرت کی طلب ہو، تو اللہ تعالیٰ غنا (قلبی اطمینان، اور مخلوق کی نامحتاجی کی کیفیت) اُس کے دل کو نصیب فرمادیں گے، اور اُس کے پراگندہ حال کو درست فرمادیں گے، اور دنیا اُس کے پاس خود بخود ذلیل ہو کر آئے گی، اور جس شخص کی نیت اور اپنی سعی وعمل سے جس کا خاص مقصد دنیا طلب کرنا ہوگا، اللہ تعالیٰ محتاجی کے آثار اُس کی بیچ پیشانی میں اور اس کے چہرے پر پیدا کردیں گے۔ اور اُس کے حال کو پراگندہ کردیں گے (جس کی وجہ سے اُس کو خاطر جمعی کی راحت کبھی نصیب نہ ہوگی) اور (ساری تگ ودَو کے بعد بھی) یہ دنیا اُس کو بس اُسی قدر ملے گی جس قدر اُس کے واسطے پہلے سے مقدر ہو چکی ہوگی۔ [رواہ الترمذی ورواہ احمد والدارمی عن ابان عن زید بن ثابت]

تمہارا مال وہ ہے جو تم نے خرچ کردیا: حضرت عبداللہ بن سعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون ایسا ہے جس کو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہو؟ (یعنی اپنے ہاتھ میں مال آنے سے زیادہ محبوب جس کو اپنے وارثوں کے ہاتھ میں مال آنا ہو؟) لوگوں نے عرض کیا ہم میں سے تو ہر ایک کا حال یہ ہے کہ اُس کو اپنے وارثوں کے مال سے زیادہ محبوب اپنا ہی مال ہے [یعنی ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کی یہ چاہت ہو کہ مال اُس کو نہ ملے، بلکہ اُس کے وارثوں کے ملے] آپ نے فرمایا: جب یہ بات ہے، تو معلوم ہونا چاہیے کہ آدمی کا مال بس وہی ہے جس کو اُس نے آگے چلتا کردیا، اور جس قدر اُس نے بعد کے لئے رکھا وہ اس کا نہیں ہے، بلکہ اس کے وارثوں کا ہے۔[لہٰذا دانش مند آدمی کو چاہیے کہ وارثوں کے لیے چھوڑنے سے زیادہ فکر، اپنی آخرت کے لیے سرمایہ محفوظ کردنے کی کرے، جس کی صورت یہی ہے کہ سَینت سَینت کے گھر میں رکھنے کے بجائے خیر کے مصارف میں صرف بھی کرتا رہے]۔[صحیح بخاری]

آگے کیا بھیجا دنیا میں کیا چھوڑا: حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب مرنے والا مرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس نے اپنے واسطے آگے کیا بھیجا[یعنی کیا اعمالِ خیر کئے اور اپنی آخرت کے لئے اللہ کے خزانے میں کیا سرمایہ جمع کیا ہے] اور عام انسان آپس میں کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس نے کتنا مال چھوڑا؟[للبیھقی]

امت کا فتنہ: خواہش نفس تمناؤں کی کثرت: حضرت جابرؓ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت پر جن بلاؤں کے آنے سے ڈرتا ہوں اُن میں سب سے زیادہ ڈر کی چیزیں ھَوٰی اور طُولِ اَمَلْ ہے۔ [ھَوٰی سے مراد یہاں یہ ہے کہ دین و مذہب کے بارے میں اپنے نفس کے رجحانات اور خیالات کی پیروی کی جائے، اور طُولِ اَمَلْ یہ ہے کہ دنیوی زندگی کے بارے میں لمبی لمبی آرزوئیں دل میں پرورش کی جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو بیماریوں کو بہت زیادہ خوفناک بتلایا اور آگے اس کی وجہ یہ ارشاد فرمائی] کہ ھَوٰی تو آدمی کو قبول حق سے مانع ہوتی ہے [یعنی اپنے نفسانی رجحانات اور خیالات کی پیروی کرنے والا قبول حق اور اتباعِ ہدایت سے محروم رہتا ہے] اور طُولِ اَمَلْ (یعنی لمبی لمبی آرزوں میں دل پھنس جانا) آخرت کو بھلا دیتا ہے اور اُس کی فکر اور اُس کے لیے تیاری سے غافِل کردیتا ہے [اِس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ] یہ دنیا دم بدم چلی جارہی ہے گذر رہی ہے [کہیں اس کا ٹھہراؤ اور مقام نہیں] اور آخرت (ادھر سے) چل پڑی ہے چلی آرہی ہے اور ان دونوں کے بچے ہیں [یعنی انسانوں میں کچھ وہ ہیں جو دنیا سے ایسی وابستگی رکھتے ہیں جیسی وابستگی بچوں کو اپنی ماں سے ہوتی ہے اور کچھ وہ ہیں جن کی ایسی ہی وابستگی اور رغبت بجائے دنیا کے آخرت سے ہے۔ پس اے لوگو! اگر تم کرسکو تو ایسا کرو کہ دنیا سے چمٹنے والے اس کے بچے نہ بنو۔ بلکہ اس دنیا کو دارالعمل سمجھو تم اس وقت دارالعمل میں ہو [یہاں تمہیں صرف محنت اور کمائی کرنی ہے] اور یہاں حساب اور جزا سزا نہیں ہے، اور کل تم (یہاں سے کوچ کرکے) دار آخرت میں پہنچ جانے والے ہو، اور وہاں کوئی عمل نہ ہوگا [بلکہ یہاں کے اعمال کا حساب ہوگا اور ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پائے گا]۔

دولت کے بندے خدا کی رحمت سے محروم: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندۂ دینار خدا کی رحمت سے محروم ہوا اور بندۂ درہم خدا کی رحمت سے دور رہے۔ [ترمذی]

حضور کا ارشاد، کہ مجھے تجارت اور دولت اندوزی کا حکم نہیں دیا گیا ہے: جُبَیر بن نُفیر تابعی سے روایت ہے، وہ بطریق اِرسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ کی طرف سے اس کی وحی نہیں کی گئی، اور یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مال و دولت جمع کروں، اور تجارت و سوداگری کو اپنا پیشہ اور مشغلہ بناؤں۔ بلکہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے اور میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید میں مشغول رہ اور ہوجا اللہ کے حضور میں جھکنے والوں اور گرنے والوں میں سے اور کئے جا بندگی اپنے پروردگار کی موت آنے تک۔ [شرح السنہ]

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دولت وثروت کی پیشکش، اور آپؐ کی فقر پسندی: حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے یہ بات رکھی کہ میرے لئے وہ مکہ کی وادی کو (یا اُس کے سنگریزوں کو) سونا بنادے اور سونے سے بھردے [یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے سامنے یہ بات رکھی گئی کہ اگر تم دولت مند بننا چاہو، تو تمہارے لیے مکہ کی وادی کو ہم سونے سے بھر سکتے ہیں؟ تو میں نے عرض کیا کہ میرے پروردگار! میں اپنے لیے یہ نہیں مانگتا بلکہ میں [ایسی ناداری اور غریبی کی حالت میں رہنا پسند کرتا ہوں کہ] ایک دن پیٹ بھر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں تو جب مجھے بھوک لگے تو آپ کو یاد کروں، آپ کے سامنے عاجزی اور گریۂ وزاری کروں، اور جب آپ کی طرف سے مجھے کھانا ملے اور میرا پیٹ بھرے تو میں آپ کی حمد اور آپ کا شکر کروں۔
[مسند احمد جامع ترمذی]

رسول اللہ ﷺ کا دوست: سبک بار فرد: ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دوستوں میں بہت زیادہ قابلِ رشک میرے نزدیک وہ مومن ہے جو سبک بار (یعنی دنیا کے ساز وسامان اور مال وعیال کے لحاظ سے بہت ہلکا پھلکا ہو نماز میں اس کا بڑا حصہ ہو اور اپنے رب کی عبادت خوبی کے ساتھ اور صفت احسان کے ساتھ کرتا ہو، اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری اس کا شعار ہو اور یہ سب کچھ اخفا کے ساتھ اور خلوت میں کرتا ہو اور وہ چھپا ہوا اور گمنامی کی حالت میں ہو اور اس کی طرف انگلیوں سے اشارے

نہ کیے جاتے ہوں اور اس کی روزی بھی بقدر کفاف ہو، اور وہ اس پر صابر و قانع ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے چٹکی بجائی (جیسے کہ کسی چیز کے ہو جانے پر اظہار تعجب یا اظہار حیرت کے لیے چٹکی بجاتے ہیں) اور فرمایا جلدی آ گئی اس کی موت اور اس پر رونے والیاں بھی کم ہیں اس کا ترکہ بھی بہت تھوڑا سا ہے۔ [مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ]

مال کی کمی حساب کو مختصر کر دے گی: محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آدمی ناپسند ہی کرتا ہے (حالانکہ ان میں اس کے لیے بڑی بہتری ہوتی ہے) ایک تو وہ موت کو نہیں پسند کرتا حالانکہ موت اس کے لیے فتنہ سے بہتر ہے اور دوسرے وہ مال کی کمی اور ناداری کو نہیں پسند کرتا۔ حالاں کہ مال کی کمی آخرت کے حساب کو بہت مختصر اور ہلکا کرنے والی ہے۔ [مسند احمد]

حاجت کو چھپانے کا اجر: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھوکا ہو، یا اس کو کوئی اور خاص حاجت ہو اور وہ اپنی اس بھوک اور حاجت کو لوگوں سے چھپائے (یعنی ان کے سامنے ظاہر کر کے ان سے سوال نہ کرے) تو اللہ عزوجل کے ذمہ ہے کہ اس کو حلال طریقے سے ایک سال کا رزق عطا فرمائے۔ [شعب الایمان للبیہقی]

لوگوں کے حلیے سے حقیر نہ سمجھو: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بہت سے پراگندہ بالوں والے گرد و غبار میں اٹے ہوئے جن کو دروازوں پر دھکے دیے جائیں [اللہ کے نزدیک ان کا مقام یہ ہوتا ہے کہ] اگر اللہ پر وہ قسم کھا جائیں، تو ان کی قسم کو اللہ ضرور پورا کرے۔ [مسلم]

خستہ حالوں کا مرتبہ نگاہ رسول میں: مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ میرے والد سعد کو (اللہ تعالیٰ نے جو خاص صلاحیتیں بخشی تھیں، مثلاً شجاعت، سخاوت، فہم و فراست، وغیرہ، ان کی وجہ سے ان کا کچھ خیال تھا کہ جو (غریب اور کمزور قسم کے مسلمان ان چیزوں میں ان سے کمتر ہیں وہ ان کے مقابلہ میں فضیلت اور برتری رکھتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس خیال اور حال کی اصلاح کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم لوگوں کی جو مدد ہوتی ہے اور تم کو جو نعمتیں ملتی ہیں وہ (تمہاری صلاحیتوں اور قابلیتوں کی بنیاد پر نہیں ملتیں بلکہ) تم میں جو بیچارے کمزور اور خستہ حال ہیں ان کی برکت اور ان کی دعاؤں سے ملتی ہیں۔ [بخاری]

جب دنیا کی طرف دیکھو جب دین کی طرف دیکھو: عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا عبداللہ بن العاص سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں دو خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کے شاکرین اور صابرین میں لکھیں گے (ان دو خصلتوں کی تفصیل یہ ہے کہ) جس شخص کی یہ عادت ہو کہ وہ دین کے معاملے میں تو اللہ کے ان بندوں پر نظر رکھے جو دین میں اس سے فائق اور بالاتر ہوں اور ان کی پیروی اختیار کرے اور دنیا کے معاملہ میں ان غریب و مسکین اور خستہ حال بندوں پر نظر رکھے جو دنیوی حیثیت سے اس سے بھی کمتر ہوں اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ان بندوں سے زیادہ دنیا کی نعمتیں اس کو دے رکھی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ صابر و شاکر لکھا جائے گا۔ اور جس کا حال یہ ہو کہ وہ دین کے بارے میں تو ہمیشہ اپنے سے ادنیٰ درجہ کے لوگوں کو دیکھے اور دنیا کے بارے میں اپنے سے بالاتر لوگوں پر نظر کرے اور جو دنیاوی نعمتیں اس کو نہیں ملی ہیں ان کے نہ ملنے پر افسوس اور رنج کرے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ شاکر و صابر نہیں لکھا جائے گا۔ [ترمذی]

اپنی ضروریات بھی ظاہر نہ کرنے والا شاکر: عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنا وہ مومن بندہ بہت پیارا اور محبوب ہے جو غریب و نادار اور عیال دار ہو اور اس کے باوجود باعفت ہو (یعنی ناجائز طریقے سے پیسہ حاصل کرنے سے اور کسی کے سامنے اپنی ضروریات ظاہر کرنے سے بھی پرہیز کرتا ہو)۔

دنیا کے بجائے آخرت کو محبوب بناؤ: حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا کو اپنا محبوب و مطلوب بنائے گا وہ اپنی آخرت کا ضرور نقصان کرے گا اور جو کوئی آخرت کو محبوب بنائے گا وہ اپنی دنیا کا ضرور نقصان کرے گا،

پس[جب دنیا وآخرت میں سے ایک کو محبوب بنانے سے دوسرے کا نقصان برداشت کرنا لازم اور ناگزیر ہے تو عقل ودانش کا تقاضا یہی ہے کہ]فنا ہوجانے والی دنیا کے مقابلہ میں باقی رہنے والی آخرت اختیار کرو۔[مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی]

عالم ومعلم رحمت کے حقدار: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس پر خدا کی پھٹکار ہے اور اس کے لیے رحمت سے محرومی ہے سوائے خدا کی یاد کے اور ان چیزوں کے جن کا خدا سے کوئی تعلق اور واسطہ ہے اور سوائے عالم اور معلم کے۔[جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ]

دنیادار: گناہ گار: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: کیا کوئی ایسا ہے کہ پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں؟ عرض کیا گیا: حضرتؐ! ایسا تو نہیں ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا: اسی طرح دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔[شعب الایمان للبیہقی]

دنیا میں کس طرح رہو: فرمان رسالتؐ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں مونڈھے پکڑ کے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ: دنیا میں ایسے رہ جیسے کہ تو پردیسی ہے یا راستہ چلتا مسافر۔[صحیح بخاری]

میرا مال میرا مال: کتنا مال: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال، حالانکہ اس کے مال میں سے جو واقعی اس کا ہے وہ بس تین مدیں ہیں، ایک وہ جو اس نے کھاکے ختم کردیا دوسرے وہ جو پہن کر پرانا کرڈالا اور تیسرے وہ جو اس نے راہ خدا میں دیا اور اپنی آخرت کے واسطے ذخیرہ کرلیا، اور اس کے سوا کچھ ہے وہ بندہ دوسرے لوگوں کے لیے اس کو چھوڑ جانے والا ہے، اور خود یہاں سے ایک دن رخصت ہوجانے والا ہے۔[مسلم]

پل صراط: ہلکا پھلکا رہوں: حضرت ابوالدرداءؓ کی بیوی ام الدرداء سے روایت ہے کہ میں نے ابوالدرداء سے کہا کہ: کیا بات ہے تم مال ومنصب کیوں نہیں طلب کرتے، جس طرح کہ فلاں طلب کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: تمہارے آگے ایک بڑی دشوار گزار گھاٹی ہے، اس کو گراں بار اور زیادہ بوجھ والے آسانی سے پار نہ کرسکیں گے۔ اس لیے میں یہی پسند کرتا ہوں کہ اس گھاٹی کو عبور کرنے کے لیے ہلکا پھلکا رہوں۔[اس وجہ سے میں اپنے لیے مال ومنصب طلب نہیں کرتا][شعب الایمان للبیہقی]

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال طلب کیا، آپؐ نے مجھے عطا فرمادیا، میں نے پھر مانگا، آپ نے پھر عطا فرمادیا۔ پھر آپ نے مجھے نصیحت فرمائی، اور ارشاد فرمایا کہ: اے حکیم! یہ مال سب کو بھلی لگنے والی اور لذیذ وشیریں چیز ہے پس جو شخص اس کو بغیر حرص وطمع کے سیرچشمی اور نفس کی فیاضی کے ساتھ لے اس کے واسطے اس میں برکت دی جائے گی اور جو شخص دل کے لالچ کے ساتھ لے گا اُس کے واسطے اس میں برکت نہیں ہوگی اور اُس کا حال جوع البقر کے اس مریض کا سا ہوگا جو کھائے اور پیٹ نہ بھرے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے[یعنی دینے والے کا مقام اونچا ہے اور ہاتھ پھیلا کرلینا ایک گھٹیا بات ہے لہٰذا جہاں تک ہوسکے اس سے بچنا چاہیے]حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ [حضورؐ کی یہ نصیحت سُن کر]میں نے عرض کیا:۔ یارسول اللہؐ! قسم ہے اُس پاک ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بناکر بھیجا ہے اب آپ کے بعد مرتے دم تک میں کسی سے کچھ نہ لوں گا۔[صحیح بخاری وصحیح مسلم]اس حدیث کی صحیح بخاری ہی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حکیم بن حزام نے آنحضرتؐ کی خدمت میں جو عہد کیا تھا اس کو پھر ایسا نبایا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ان کو بار بار بلاکر کچھ وظیفہ یا عطیہ دینا چاہا لیکن یہ لینے پر آمادہ ہی نہیں ہوئے حضرت معاویہؓ کے زمانہ خلافت وامارت میں بھی انھوں نے کبھی کوئی وظیفہ یا عطیہ قبول نہیں کیا اور ایک سو بیس سال کی عمر میں ۵۴ھ میں وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا کہ۔ حرص وطمع سے بچو، کیوں کہ تم سے پہلی قومیں اسی حرص سے تباہ ہوئیں، اسی نے ان کو بخل کرنے کو کہا تو انھوں نے بخل اختیار کیا

اسی نے ان کو قطع رحمی یعنی حقوق قرابت کی پامالی کے لیے کہا تو انھوں نے قطع رحمی اختیار کی، اسی نے ان کو بدکاری کے لیے کہا تو انھوں نے بدکاریاں کیں۔ [سنن ابی داؤد]

حضرت ابوالدرداءؓ کی بیوی ام الدرداءؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے میرے شوہر ابوالدرداء نے بیان کیا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ بیان فرماتے تھے کہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تمہارے بعد ایک امت پیدا کروں گا جس کی سیرت یہ ہوگی کہ جب ان کو ان کی چاہت اور خواہش کے مطابق نعمتیں ملیں گی تو وہ جذبۂ شکر سے معمور ہو کر اللہ کی حمد وثنا کریں گے اور جب اُن پر ناخوشگوار احوال آئیں گے تو وہ صبر سے اُن کا استقبال کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کے طالب ہوں گے حالاں کہ ان میں [کوئی خاص درجہ کی بردباری اور دانشمندی نہ ہوگی]۔ حضرت عیسیٰؑ نے عرض کیا کہ: جب ان میں بردباری اور دانشمندی نہ ہوگی تو ان سے خوشحالیوں میں شکر اور مصائب پر صبر کیوں کر ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اُن کو اپنے حکم اور اپنے عمل میں سے کچھ حصہ دوں گا۔ (شعب الایمان للبیہقی)

عزت صرف اسلام سے ملے گی: حضرت طارق بن شہابؒ کہتے ہیں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ہمارے ساتھ ملک شام میں تھے حضرت عمر بن خطابؓ وہاں تشریف لائے تھے۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ اور صحابہ بھی چل رہے تھے۔ چلتے چلتے راستہ میں پانی کا ایک گھاٹ آ گیا۔ حضرت عمرؓ اپنی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر اس گھاٹ میں سے گزرنے لگے تو حضرت ابوعبیدہؓ نے عرض کیا اے امیرالمومنین! آپ یہ کیا کر رہے ہیں کہ موزے اتار کر کندھے پر رکھ لیے ہیں اور اونٹنی کی نکیل پکڑ کر اس گھاٹ میں سے گزرنے لگے ہیں؟ مجھے اس بات سے بالکل خوشی نہیں ہوگی اس شہر والے آپ کو (اس حال میں) دیکھیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اوہو، اے ابوعبیدہ! اگر آپ کے علاوہ کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اسے ایسی سخت سزا دیتا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کو عبرت ہوتی۔ ہم تو سب سے زیادہ ذلیل قوم تھے، اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت عطا فرمائی، اب جس اسلام کے ذریعے اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی ہے ہم جب بھی اس کے سوا کسی اور چیز سے عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دیں گے۔ [حاکم]

حضرت قیسؒ کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ شام تشریف لائے تو وہ اونٹ پر سوار تھے۔ تمام لوگ ان کے استقبال کے لیے باہر آئے۔ لوگوں نے کہا یہاں کے بڑے اور ممتاز لوگ آپ سے ملنے آئیں گے، اس لیے اچھا یہ ہے کہ آپ ترکی گھوڑے پر سوار ہو جائیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بالکل نہیں۔ پھر آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تم لوگ عزت یہاں سے یعنی زمین کے سامان سے سمجھتے ہو حالاں کہ عزت تو وہاں سے (یعنی اللہ کے دینے سے) ملتی ہے میرے اونٹ کا راستہ چھوڑ دو۔

دشمنوں پر غلبے کی راہ میں رکاوٹ، محبت دنیا: تم مغلوب صرف گناہ کی وجہ سے ہو سکتے ہو: حضرت زید بن اسلمؒ کہتے ہیں جب حضرت عمر بن خطابؓ نے دیکھا کہ مصر فتح ہونے میں دیر لگ رہی ہے تو انھوں نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو یہ خط لکھا:۔

''امابعد! مجھے اس بات پر بہت تعجب ہے کہ مصر کی فتح میں آپ لوگوں کو دیر لگ رہی ہے۔ آپ ان سے کئی سالوں سے لڑ رہے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ لوگوں نے نئے نئے کام شروع کر دیے ہیں اور جیسے آپ لوگوں کے دشمن کو دنیا سے محبت ہے ایسے ہی آپ لوگوں کے دلوں میں بھی دنیا کی محبت آ گئی ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کی مدد صرف ان کی سچی نیت کی وجہ ہی سے کرتے ہیں اور میں نے آپ کے پاس چار آدمی بھیجے ہیں اور آپ کو بتا رہا ہوں کہ میرے علم کے مطابق ان میں سے ہر آدمی ہزار آدمیوں کے برابر ہے ہاں دنیا کی محبت جس نے دوسروں کو بدلا ہے وہ ان کو بھی بدل دے تو اور بات ہے۔ جب میرا یہ خط آپ کو ملے تو آپ لوگوں میں بیان کریں اور ان کو دشمن سے لڑنے کے لیے ابھاریں اور ان کو صبر کی اور نیت خالص کرنے کی ترغیب دیں اور ان چاروں کو سب لوگوں سے آگے رکھیں اور لوگوں سے کہیں کہ وہ سب اکٹھے مل کر ایک دم دشمن پر حملہ کریں اور یہ حملہ جمعہ کے دن زوال کے وقت کریں کیوں کہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں رحمت نازل ہوتی ہے اور دعا قبول ہوتی ہے اور سب اللہ کے سامنے خوب گڑگڑائیں اور اس سے اپنے دشمن کے خلاف مدد مانگیں''۔

جب یہ خط حضرت عمروؓ کے پاس پہنچا تو حضرت عمرؓ ابن العاصؓ نے لوگوں کو جمع کر کے یہ خط سنایا پھر ان چار آدمیوں کو بلا کر لوگوں کے آگے کیا اور پھر لوگوں سے کہا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں اور پھر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مدد مانگیں، چناں چہ ایسا کرنے سے اللہ نے ان کے لیے مصر فتح کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر اور عیاش بن عباس وغیرہ حضرات کچھ کمی بیشی کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ کو مصر فتح کرنے میں دیر لگی تو انھوں نے مدد طلب کرنے کے لیے حضرت عمر بن خطابؓ کو خط لکھا۔ حضرت عمرؓ نے ان کی مدد کے لیے چار ہزار آدمی بھیجے اور ہر ہزار پر ایک آدمی کو امیر بنایا اور ان کو حضرت عمر بن خطاب نے یہ خط لکھا۔ اور ان کو حضرت عمر بن خطاب نے یہ خط لکھا کہ میں آپ کی مدد کے لیے چار ہزار آدمی بھیج رہا ہوں۔ ہر ہزار پر ایک ایسا آدمی امیر مقرر کیا ہے جو ہزار کے برابر ہے۔ وہ چار حضرات یہ ہیں حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت مقداد بنؓ اسود بن عمرو، حضرت عبادہ بن صامتؓ اور حضرت مسلمہ بن مخلدؓ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہیں اور بارہ ہزار کا لشکر تعداد کی کمی کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوسکتا [کسی گناہ کی وجہ سے ہوسکتا ہے]۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضورﷺ نے ہم لوگوں میں مسجد خیف میں [جو کہ منی میں ہے] بیان فرمایا اللہ کی شان کے مطابق حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا جو آخرت کی فکر کرتا ہے اور اسے مقصد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بکھرے ہوئے کاموں جمع کر دے گا اور غنا کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی اور جو دنیا کو مقصد بنا کر اس کی فکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جمع شدہ کاموں کو بکھیر دے گا اور محتاجی کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور دنیا تو اسے اتنی ہی ملے گی جو مقدر میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں ایک دن حضورﷺ نے ہم لوگوں میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔ آپﷺ نے ارشاد فرمایا جس آدمی کو اس بات سے خوشی ہو کہ اسے آگ سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے اسے چاہیے کہ اسے اس حال میں موت آئے کہ اس کے دل میں اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان موجود ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو اپنے ساتھ چاہتا ہے۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو اپنے رب کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا اور اپنی آخرت کے لیے سب سے زیادہ عمل کرنے والا ہے۔

اہم ترین حدیث: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریمﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے چہرہ انور پر خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے۔ حضورﷺ نے کسی سے کوئی بات نہ فرمائی بلکہ وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے اور میں حجرہ کی دیوار سے لگ کر سننے کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ حضورﷺ منبر پر بیٹھ گئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمھیں فرماتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا کرو اور میں قبول نہ کروں اور تم سوال کرو اور میں اسے پورا نہ کروں تم اپنے دشمنوں کے خلاف مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔ بس اتنا ہی بیان فرمایا اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

غلامی جس پر مسلط ہو جائے وہ اللہ کے لیے بے کار ہے: حضرت جبیر بن نفیرؓ فرماتے ہیں جب قبرص کا جزیرہ فتح ہوا تو وہاں کے رہنے والے سارے غلام نا لیے گئے اور انھیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا وہ ایک دوسرے کی جدائی پر رو رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوالدرداءؓ اکیلے بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے ابوالدرداء! آج تو اللہ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت عطا فرمائی ہے تو آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا اے جبیر! تیرا بھلا ہو اس مخلوق نے جب اللہ کے حکم کو چھوڑ دیا تو یہ اللہ کے ہاں کتنی بے قیمت ہوگئی۔ پہلے تو یہ زبردست اور غالب قوم تھی اور انھیں بادشاہت حاصل تھی لیکن انھوں نے اللہ کا حکم چھوڑ دیا تو اب ان کا وہ برا حال ہوگیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ ابن جریر کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اب تو ان کا وہ برا حال ہوگیا جو تم دیکھ رہے ہو کہ ان پر اللہ نے غلامی مسلط کر دی اور جب کسی قوم پر اللہ غلامی مسلط کر دیں تو سمجھ لو کہ اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں [کیوں کہ ان کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت

نہیں رہی]۔

حضرت ابوعبدہ العنبریؒ کہتے ہیں جب مسلمان مدائن فتح کر کے اس میں داخل ہوئے اور مالِ غنیمت جمع کرنے لگے تو ایک آدمی اپنے ساتھ ایک ڈبہ لایا اور لا کر مال غنیمت جمع کرنے والے ذمہ دار کو دے دیا۔ اس ذمہ دار کے ساتھیوں نے کہا اس ڈبہ جیسا قیمتی سامان تو ہم نے کبھی دیکھا نہیں [کیوں کہ اس میں بادشاہ نے سب سے زیادہ قیمتی ہیرے جواہرات رکھے ہوئے تھے] اور ہمارے پاس جتنا مالِ غنیمت آ چکا ہے اس سب کی قیمت اس کے برابر تو کیا اس کے قریب بھی نہیں ہوسکتی۔ پھر ان لوگوں نے لانے والے سے پوچھا کیا آپ نے اس میں سے کچھ لیا ہے؟ اس نے کہا غور سے سنو اللہ کی قسم! اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو میں اسے آپ لوگوں کے پاس کبھی نہ لاتا۔ اس جواب سے وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ آدمی بڑی شان والا ہے۔ انھوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا نہیں اللہ کی قسم! نہیں۔ اپنے بارے میں نہ تو آپ لوگوں کو بتاؤں گا کیوں کہ آپ لوگ میری تعریف کرنے لگ جائیں گے اور نہ کسی اور کو بتاؤں گا کیوں کہ پھر لوگ میری سچی جھوٹی تعریف کرنے لگ جائیں گے بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتا ہوں اور اس کے ثواب پر راضی ہوں [پھر وہ آدمی چلا گیا] تو ان لوگوں نے ایک آدمی اس کے پیچھے بھیجا۔ وہ آدمی [اس کے پیچھے چلتے چلتے] اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا پھر اس نے اس کے ساتھیوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو وہ حضرت عامر بن عبد قیسؒ نکلے۔

حضرت محمد، حضرت طلحہ اور حضرت مہلب وغیرہ حضرات کہتے ہیں [قادسیہ کی جنگ کے موقع پر] حضرت سعدؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ لشکر بڑا امانت دار ہے۔ اگر بدر والوں کو پہلے فضیلت نہ ملی ہوتی تو اللہ کی قسم! میں کہتا اس لشکر کی بھی بدر والوں جیسی فضیلت ہے۔ بہت سی قوموں کو میں نے غور سے دیکھا، ان میں مالِ غنیمت جمع کرنے کے بارے میں بہت سی کمزوریاں نظر آئیں لیکن میرے خیال میں اس لشکر والوں میں بہت سی کمزوریاں نظر آئیں لیکن میرے خیال میں اس لشکر والوں میں مال جمع کرنے کی کوئی کمزوری نہیں اور نہ میں نے ان کی کسی کمزوری کے بارے میں کسی سے کچھ سنا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! قادسیہ والوں میں سے کسی کے بارے میں ہمیں یہ اطلاع نہیں ملی کہ وہ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا بھی چاہتا ہو، البتہ ہمیں (ہزاروں کے لشکر میں سے) صرف تین آدمیوں کے بارے میں شبہ ہوا (کہ شاید یہ دنیا بھی چاہتے ہوں) لیکن تحقیق کرنے پر وہ بھی امانتدار اور بڑے زاہد نکلے۔ وہ تین حضرات یہ ہیں حضرت طلیحہ بن خویلد، حضرت عمرو بن معدیکرب اور حضرت قیس بن مکشوحؓ۔

حضرت قیس عجلیؒ کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ کے پاس کسریٰ کی تلوار، کمر کی پیٹی اور زیب وزینت کا سامان لایا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا جن لوگوں نے یہ سارا کا سارا مالِ غنیمت یہاں پہنچا دیا ہے وہ واقعی بڑا امانتدار ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا چوں کہ آپ خود پاک دامن ہیں، اس لیے رعایا بھی پاک دامن ہوگئی۔

☆☆☆☆

ساحل کی خصوصی اشاعت اپریل ۲۰۰۸ء

''دنیا کی تاریخ میں ہر تہذیب کو سائنسی ترقی دورِ زوال میں کیوں ملتی ہے''

۱۵۵ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ اصلاً ۴۵۰ صفحات پر مشتمل ہے

اور دو سو موضوعات کا خاکہ